القول العجیب فی جواز التثویب

مسئلۂ صلوٰۃ

از

شہزادہ اعلیٰ حضرت امام الفقہا مفتی اعظم
حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی
۲۶- کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

سلسلۂ اشاعت ۳۶۵

بموقع صدسالہ عرسِ مبارک

حضور سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی

القول العجیب

فی جوازالتثویب

مسئلۂ صلوٰۃ

-: از :-

تاجدار اہل سنت امام الفقہاء مفتی اعظم شہزادۂ اعلیحضرت

حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری نوری قدس سرہٗ

ناشر

رضا اکیڈمی

۲۶/کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

سلسلۂ اشاعت

نام کتاب: القول العجیب فی جواز التثویب
(مسئلۂ صلوٰۃ)

مصنف: مفتی اعظم حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا خاں نوری، بریلوی

تصحیح و ابتدائیہ: مولانا مفتی سید شاہد علی حسنی رضوی، رامپوری

تحریک: مولانا الحاج محمد سعید نوری

صفحات: ۲۴

سنہ اشاعت: صفر المظفر ۱۴۲۵ھ/ مارچ ۲۰۰۴ء

کمپوزنگ: مولوی محمد انور رضا بریلوی، عتیق احمد حشمتی پیلی بھیتی

ناشر: رضا اکیڈمی ۲۶/کامبیکا اسٹریٹ، ممبئی ۳

باہتمام: مولانا محمد شہاب الدین رضوی

-: ملنے کے پتے :-

شاہ برکت اللہ اکیڈمی

رضا نگر، سوداگران، بریلی شریف فون نمبر 0581-2552278-2550087

نوری کتب خانہ۔ لال مسجد، رامپور شریف ۲۴۴۹۰۱ یوپی انڈیا۔

کتب خانہ امجدیہ ٹمیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

ابتدائیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلامُ عَلیٰ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلیٰ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ وَشُھَدَآءِ مُحَبَّتِہٖ وَ عُلَمَآءِ مِلَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اما بعد

تثویب ایک اعلان کے بعد دوسرے اعلان کو کہتے ہیں۔اس تثویب یعنی صلوٰۃ کیلئے الفاظ مقرر نہیں، مسلمان جو چاہیں مقرر کرلیں۔البتہ صحابہ کرام اور فقہائے امت کے جو پسندیدہ طریقے کتب حدیث اور کتب فقہ میں ملتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

(۲) قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ۔

(۳) حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۔

(۴) قُوْمُوْا لِلصَّلٰوۃِ ۔

(۵) اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ یَا مُصَلِّیِّیْنَ ۔

(۶) اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔

بعض مقامات پر طریقہ پانچ (۵) رائج ہے اور اکثر مقامات پر بلادِ اسلامیہ میں آخری طریقہ یعنی اَلصَّلٰوۃ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ اختیار کرتے ہوئے یوں صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ۔

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ وَ عَلٰی آلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا شَفِیْعَنَا عِنْدَ اللّٰهِ۔

اس طریقۂ تثویب کو اختیار کرنے میں دو فائدے ہیں، ایک تو اعلان بعد الاعلان ہی کا اور دوسرے درود وسلام کے پڑھنے کا۔ پھر اس تثویب کی دو صورتیں ہیں، ایک تثویب داخلی اور دوسری تثویب خارجی۔

پہلی صورت

تثویب داخلی کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ طریقوں میں سے کسی ایک طریقے کو اذان میں داخل کر کے پڑھا جائے۔ جیسے۔

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اذان فجر میں داخل کر کے پڑھتے ہیں۔ یہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا اذان فجر میں داخل کر کے پڑھنا تثویبِ داخلی کہلاتا ہے۔ اور یہ صرف فجر میں جائز ہی نہیں بلکہ سنت ہے۔ خود حضور انور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وقتِ فجر جب یہ الفاظ (اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ) سنے تو ارشاد فرمایا:

مَا اَحْسَنَ هٰذَا یَا بِلَالُ اِجْعَلْهُ فِی اَذَانِكَ۔[1] کیا ہی اچھا ہے یہ اے بلال! تم اسکو اپنی اذان میں شامل کرلو۔

ابن ماجہ کی روایت میں ہے:

---

[1] طبرانی۔

فَاُ قِرَّتُ فِی تَاذِیْنِ الْفَجْرِ پس اذان فجر میں (اس تثویب کو) باقی
فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ۔[۱] رکھا گیا اور (آج بھی) اسی پر باقی ہے۔

مگر یہ تثویب داخلی اذان فجر کے علاوہ باقی تمام اوقات کی اذانوں میں ممنوع ہے، بلکہ بدعتِ سیئہ ہے۔

دوسری صورت

تثویبِ خارجی کا مطلب یہ ہے کہ اذان کے بعد اور اقامت سے پہلے نماز کیلئے دوبارہ اعلان کیا جائے تا کہ جو لوگ اذان سن کر نماز کیلئے نہیں آسکے ہیں انہیں یاد دہانی ہو جائے اور نماز کیلئے آجائیں تو یہ تثویب خارجی بھی جائز و مستحسن اور مستحب ہے۔

جب رسول انور ﷺ نے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کو اذان فجر میں داخل فرمادیا تو اس کے بعد بھی حضرتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تثویب فرمایا کرتے تھے اور اس وقت تثویب یعنی صلوٰۃ کے الفاظ کیا تھے، ملاحظہ فرمائیں:

اِنَّ بِلَالًا کَانَ یَحْضُرُ بَابَ الْحُجْرَۃِ النَّبَوِیَّۃِ بَعْدَ الْاَذَانِ وَ یَقُوْلُ اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ۔[۲]
تحقیق حضرت بلال رضی اللہ عنہ کاشانۂ نبوت کے دروازے پر اذان کے بعد حاضر ہوتے اور کہتے اَلصَّلٰوۃُ۔ اَلصَّلٰوۃُ

نیز حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نمازوں کے اوقات اور جماعت میں حاضر ہونے کی

---

[۱] السنن لابن ماجہ، باب السنۃ فی الاذان مکتبہ تھانوی دیو بند یوپی۔ ۵۲/۱۔
[۲] حاشیہ شرح وقایہ، باب الاذان۔ یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیو بند۔ ۳۵/۱۔

اطلاع کیلئے مقرر فرمایا تھا۔

حاشیہ کنز الدقائق میں ہے۔

اِنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نَصَبَ زَیْدُ بنِ ثَابِتٍ لِاَ عُلَامِہٖ بِاَوْقَاتِ الصَّلٰوۃِ وَ حُضُوْرِ الْجَمَاعَۃِ۔[۱]	بے شک سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کونمازوں کے اوقات اور جماعت میں حاضر ہونے کی اطلاع دینے کیلئے مقرر کیا تھا۔

اور یہ صرف حضرت بلال یا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا عمل نہ تھا بلکہ امیر المومنین حضرت صدیق اکبر، امیر المومنین حضرت عثمان غنی، امیر المومنین حضرت علی مرتضی اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی یہی عمل تھا۔ ان حضرات نے بھی اپنے یہاں موذنین مقرر کئے تھے، نمازوں کے اوقات اور جماعت میں حاضر ہونے کی اطلاع دینے کیلئے۔ جیسا کہ امانی الاحبار میں ہے:

وَ ثَبَتَ وُقُوْفُ بِلَالٍ عَلیٰ بَابِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ کَذَا وُقُوْفُ سَعَدِ الْقُرَظِ عَلیٰ بَابِ اَبِی بَکْرٍ وَ کَذَا وُقُوْفُ الْمُؤَذِّنِ عَلیٰ بَابِ	اور ثابت ہے سیدنا حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا (تثویب) کیلئے رسول انور ﷺ کے دروازے پر اور اسی طرح سیدنا حضرت سعد القرظ کا کھڑا ہونا ثابت ہے امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر

---

[۱] حاشیہ کنز الدقائق۔ /۲۱۔

عُـمَـرَ وَ عُثْـمَـانَ وَ عَـلِـيٍّ وَ ثَابِتٍ۔[۱]

رضی اللہ عنہ کے دروازے پر اور اسی طرح مؤذن کا کھڑا ہونا حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی، امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی مرتضی اور سیدنا حضرت ثابت رضی اللہ عنہم اجمعین کے دروازوں پر (تثویب کیلئے) ثابت ہے۔

پھر یہ بھی نہیں کہ زمانہ نبوی، عہدِ صحابہ اور دورِ تابعین کے بعد صلوٰۃ وسلام اور تثویب کا کرنا ختم ہوگیا ہے بلکہ عہدِ صحابہ اور دورِ تابعین کے بعد بھی علمائے کوفہ نے لوگوں کے احوال متغیر ہوجانے کی وجہ سے اس تثویب کو باقی رکھا جیسا کہ اشعۃ اللمعات میں خاتم المحققین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رقم طراز ہیں۔

و بعد اذان علماء کوفه حی علی الفلاح حی علی الفلاح احداث کردند درمیان اذان و اقامت۔[۲]

اور اس (دورِ صحابہ) کے بعد علمائے کوفہ نے اذان واقامت کے درمیان حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے ساتھ تثویب کی ایجاد کی۔

اور چودہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی مکہ معظّمہ ومدینہ منورہ میں یہ تثویب بے نکیر جاری وساری ہے جیسا کہ آپ آئندہ اسی رسالۂ ''القول العجیب فی جواز التثویب'' میں علمائے مکہ ومدینہ منورہ کا نورانی فتوی تفصیلی طور پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

---

[۱] امانی الاحبار۔۲/۳۳ [۲] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ۔۱/۳۴۲۔

البتہ اس بات میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ یہ تثویب یعنی صلوٰۃ جمیع اوقاتِ نماز میں جائز و مستحسن ہے یا بعض مخصوص اوقات میں۔ نیز صرف خواص کیلئے ہے یا عوام کیلئے بھی۔تو اس بارے میں فقہاء کے تین قول ہیں۔

پہلا قول

صرف فجر میں تثویب یعنی صلوٰۃ جائز ہے کیونکہ وہ نینداور غفلت کا وقت ہے۔

دوسرا قول

تمام نمازوں میں تثویب جائز ہے مگر صرف امراء کیلئے اوران لوگوں کیلئے جو مسلمانوں کی فلاح وصلاح کے کاموں میں مشغول ہوں جیسے قاضی و مفتی۔

تیسرا قول

لوگوں میں دینی امور خصوصاً نماز کے اندر سستی اور غفلت پیدا ہو جانے کی وجہ سے تمام نمازوں میں تمام مسلمانوں کیلئے تثویب یعنی صلوٰۃ جائز ہے بلکہ مستحسن و مستحب ہے اوراسی پر علمائے عرب وعجم کا فتویٰ ہے۔

زیرِ نظر رسالۂ تثویب کے جواز و استحسان پر تاجدارِ اہلِ سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت امام الفقہاء حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی ایک محققانہ تصنیفِ لطیف ہے جس میں کل چھ (٦) فتاویٰ ہیں۔ پانچ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے اور ایک عالم جلیل، فاضل نبیل حضرت علامہ مولانا سید محمد اسماعیل بن خلیل حنفی محافظ کتب حرمِ محترم علیہ الرحمۃ والرضوان کا۔ ١٦ رصفحات پر مشتمل ہے، متعدد بار مختلف مقامات سے ''القول العجیب فی جواز التثویب'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔اب عربی عبارات کے ترجمہ،

حوالہ جات کی تخریج، ترتیب جدید اور فقیر نوری کے ابتدائیہ کے ساتھ رضا اکیڈمی بمبئی کے زیرِ اہتمام زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر ہدیۂ ناظرین ہے۔

یہ رسالہ حجم کے لحاظ سے تو چھوٹا ہے لیکن معانی ومفاہیم کے اعتبار سے نہایت جامع ہے اس میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے اذان کے بعد تثویب پکارنے کو ثابت کیا ہے اور اسے بدعت سیئہ کہنے والوں کا ردِ بلیغ فرمایا ہے۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی بارگاہ میں پہلا استفتاء ۲۸ر ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ کو، دوسرا ۱۶ر شوال المکرّم ۱۳۴۳ھ کو، تیسرا استفتاء ۱۷ر شوال المکرّم ۱۳۴۳ھ کو، چوتھا ۱۸ر ذی قعدہ ۱۳۴۳ھ کو اور پانچواں ۱۵ر ربیع الآخر ۱۳۴۴ھ کو۔

آپ نے ہر استفتاء کے جواب میں فقہ وفتاویٰ کی معتبر ومستند کتابوں سے تثویب کے جواز واستحسان پر دلائل وشواہد کا عظیم گلدستہ پیش فرما کر مسئلۂ تثویب کو واضح فرمادیا۔ لیجئے اختصار کے ساتھ ایک سوال وجواب ملاحظہ کیجئے۔

مسئلہ: از شہر محلّہ اعظم نگر۔ ۲۸ر ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اذان کے بعد صلوٰۃ پکارنا کیسا ہے؟ بعض لوگ اسے بدعت سیئہ کہتے ہیں۔

الجواب:

اسے تثویب کہتے اور وہ اعلام بعدِ اعلام ہے بلا شبہ یہ جائز ومندوب ومستحسن ہے۔ عامۂ کتب معتبرہ میں اس کا جواز مزبور اور استحسان مسطور ہے۔ جو اسے بدعت سیئہ بتاتا ہے جھوٹا ہے۔ تمام علمائے متاخرین پر استحسان بدعت سیئہ کا جھوٹا الزام لگاتا

ہے۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے حکم بیان فرمانے کے بعد اب جو دلائلِ ساطعہ و براہینِ قاطعہ پیش کرنے کا سلسلہ شروع فرمایا تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دلائل وشواہد کا ایک سیل رواں ہے جو تھمنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ فرماتے ہیں۔

درمختار میں ہے:

''یُثَوِّبُ بَینَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ فِی الْکُلِّ لِلْکُلِّ بِمَا تَعَارَفُوْهُ اِلَّافِی الْمَغْرِبِ۔'' [1]

اس کے بعد تقریباً تیس کتب کا ذکر فرما کر رقم طراز ہیں۔

بلاد اسلامیہ خود مکہ معظمہ ومدینہ منورہ میں یہ تثویب بے نکیر جاری وساری ہے۔ [2]

حضرت مفتی اعظم قدس سرہ ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

ہم نے اپنے فتاویٰ میں انتیس کتابوں کے حوالے سے یہ بتایا ہے کہ یہ امر مستحسن ہے کیا وہ امر جسے فقہائے کرام متاخرین حسن جانیں اس کے جواز کی تحسین کے ساتھ تصریحیں فرمائیں وہ بدعتِ سیئہ ہوسکتا ہے؟۔ یہ وہابیہ کا سخت دھوکہ ہے کہ وہ ہر بات کو بدعت، بدعت کہہ کر بھولے بھالے سنیوں کو اس کے بدعتِ سیئہ ہونے کا یقین دلانا چاہتے ہیں اور نیک کاموں سے روکتے ہیں کیا حدیث میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نہ سنا۔ نِعْمَتُ الْبِدْعَةُ هٰذِه یہ کیا اچھی بدعت ہے۔ [3]

---

[1] درمختار مع ردالمحتار۔ باب الاذان، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔ ۱/۲۶۱ [2] القول العجیب فی جواز التثویب، مکتبہ المصطفیٰ، قادری مسجد، گلی منیہاران، بریلی شریف۔ ص ۳ [3] ایضاً، ص ۶۔

ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر میں ہے:

وَاسْتَحْسَنَ الْمُتَأَخِّرُوْنَ التَّثْوِيْبَ فِی كُلِّ الصَّلَوَاتِ هُوَ الْاِعْلَامُ بَعْدَ الْاِعْلَامِ بِحَسْبِ مَاتَعَارَفَهُ اَهْلُ كُلِّ بَلْدَةٍ بَيْنَ الْاَذَانَيْنِ۔ [3]

اور متأخرین نے تثویب کو ہر نماز کے لئے مستحسن جانا ہے، تثویب اذان و اقامت کے درمیان ہر شہر کے لوگوں کے عرف کے مطابق اعلان کے بعد اعلان کو کہتے ہیں۔ (نوری)

ہدایہ میں ہے:

وَالْمُتَأَخِّرُوْنَ اِسْتَحْسَنُوْهُ فِی الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا لِظُهُوْرِ التَّوَانِی فِی الْاُمُوْرِ الدِّيْنِيَّةِ۔ [4]

اور متأخرین نے تثویب کو تمام نمازوں میں مستحسن قرار دیا ہے، دینی امور میں سستی پیدا ہوجانے کی وجہ سے۔ (نوری)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

وَاسْتَحْسَنَ الْمُتَأَخِّرُوْنَ التَّثْوِيْبَ فِی الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا۔ [1]

متأخرین نے تمام نمازوں میں تثویب کو مستحسن سمجھا ہے۔ (نوری)

کفایہ شرح ہدایہ میں ہے:

وَمَا اسْتَحْسَنَهُ الْمُتَأَخِّرُوْنَ وَهُوَا التَّثْوِيْبُ فِي سَائِرِ الصَّلَوَاتِ لِزِيَادَةِ غَفْلَةِ النَّاسِ وَقَلَّ مَايَقُوْمُوْنَ عِنْدَ سِمَاعِ الْاَذَانِ فَيُسْتَحْسَنُ التَّثْوِيْبُ لِلْمُبَالَغَةِ فِي الْاِعْلَامِ۔ ۲

اور جسے متأخرین نے مستحسن جانا ہے وہ تمام نمازوں میں تثویب ہے، لوگوں کی غفلت بڑھ جانے کی وجہ سے اور بہت کم لوگ اذان سنتے ہی نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو اعلان میں مبالغہ پیدا کرنے کی وجہ سے تثویب مستحسن قرار دی گئی۔ (نوری)

اسی طرح بنایہ و کنز الدقائق و تبیین الحقائق و بحر الرائق و فتاوئے عالمگیریہ و فتاوئے قاضی علی خاں و کفایہ شرح النقایہ و فتاوی سراجیہ و جامع الرموز و ارکان اربعہ و اشعۃ اللمعات و مدارج النبوۃ و شرح سفر السعادہ و فتاوی حجۃ و فتح باب العنایہ و نور الایضاح و مراقی الفلاح و نہایہ و مختصر وقایہ و غنیۃ شرح منیہ و طحطاوی وغیرہا میں ہے۔ بلاد اسلامیہ خود مکۂ معظّمہ و مدینۂ طیبہ میں یہ تثویب بے نکیر جاری و ساری ہے۔ مناسب ہوگا کہ ہم یہاں عالمِ مکۂ مکرمہ فاضلِ مکۂ معظّمہ کا فتویٰ بھی نقل کر دیں۔ حضرت عالم جلیل فاضل نبیل مولانا سید اسمٰعیل بن خلیل حنفی محافظ کتب حرم محترم علیہ رحمۃ ربہ الاکرم سے یہ سوال ہوا تھا جس کے جواب میں انھوں نے یہ فتویٰ دیا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهُ۔ الْمُنَادَاةُ فِي جَمِيْعِ الصَّلَوَاتِ جَائِزَةٌ بَلْ يَتَاَكَّدُ فِعْلُهَا فِي بَعْضِ الْبَلْدَانِ الْمُتَعَارَفَةِ فِيْهَا عَلٰى حَسْبِ مَاتَعَارَفُوْهُ بَلْ يَتَاَكَّدُ مُطْلَقاً لِرَفْعِ الْغَفْلَةِ عَنِ النَّاسِ وَ يُثَابُ فَاعِلُهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

تَعَالیٰ وَ عِنْدَنَا بِمَکَّةَ یُنَادِیْ عِنْدَ حَیْنُونَةِ الْوَقْتِ وَ لِجَوَازِہٖ اَصْلُ ثَابِتٌ فِی السُّنَّةِ فَعَلَیْهِ لَاکَرَاهَةَ وَمَن یَّقُوْلُ بِهَا لَا یُعَوَّلُ عَلیٰ قَوْلِهٖ وَلَا یُلْتَفِتُ اِلَیْهِ ۔

کتبه حافظ کتب الحرم المکی اسمعیل بن خلیل۔

السید اسماعیل بن خلیل ۱۸/ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ الجواب صحیح خادم العلم بالمدینۃ المنورۃ احقر الوری خلیل بن ابراہیم العجیمی

(خالی جگہ برائے مہر)

☆ الجواب صحیح مصطفیٰ بن عبداللہ میر داد امام الحرم الشریف الحنفی عفااللہ عنہ آمین۔

(ترجمہ) خدا ہی کے لیے حمد ہے۔ندا (تثویب) سب نمازوں میں جائز بلکہ اس کا کرنا بعض شہروں میں جن میں متعارف ہو وہاں کے عرف کے موافق مؤکد ہے بلکہ لوگوں سے غفلت دور کرنے کے لئے مطلقاً اس کی تاکید ہے اور اس کے کرنے والے کو انشاء اللہ تعالیٰ ثواب ملے گا۔اور ہمارے یہاں مکہ معظمہ میں وقت آنے پر ندا (تثویب) کیجاتی ہے اور اس کے جواز کی اصل حدیث میں ثابت ہے تو اس بنا پر کوئی کراہت نہیں اور جو اس کی کراہت کا قائل ہے اس کے قول پر اعتماد اور اسکی

جانب التفات نہ کیا جائے''۔

بحمد اللہ تعالیٰ کس قدر عظیم وجلیل ارشادوں، شہادتوں سے ثابت ہوا کہ اذان کے بعد صلاۃ کہنا خوب ومرغوب، مستحسن ومندوب اور باعثِ اجروثواب ہے۔ بدعتی وہ ہے جوایسوں کو بدعتی بتائے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ........۱۶؍شوال المکرّم ۱۳۴۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ تثویب جائز ہے یا ناجائز ہے اگر جائز ہے تو کیا ضروری ہے یا نہیں۔ کیا زمانہ مبارک حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں ایسا ہوتا تھا۔ اگر خوف فتنہ ہوتو کیا اس کا ترک اولیٰ ہوگا یا نہیں۔

الجواب:

تثویب ضرور جائز ومندوب ومستحسن ہے زمانہ خلفائے راشدین میں ضرورت نہ تھی اس لئے اس وقت نہ ہوتی تھی اور کسی امر کے جواز واستحسان کے لئے یہ کیا ضرور ہے کہ وہ زمانہ اقدس سید عالم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم یا کم ازکم تابعین کے زمانہ میں پایا جاتا ہو۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

مارأہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ جسے مسلمان حسن جانیں وہ اللہ کے نزدیک حسن ہے۔

تو کیا "المسلمون" سے وہی مسلمان مراد ہیں جو قرون ثلٰثہ میں تھے بعد کے مسلمان جس کے حسن پر اتفاق کریں وہ اللہ کے نزدیک حسن نہوگا۔ کیا مدارس جس ہیأت سے آج کل رائج ہیں بایں ہیأت قرونِ ثلٰثہ سے کسی قرن میں رائج تھے یا تینوں پاک عہدوں سے کسی عہد میں کوئی ایک مدرسہ بھی اس ہیأت پر کہیں تھا، حالانکہ سب ان مدارس کے استحسان پر متفق ہیں، اگر ایسی ایسی مثالیں ذکر کی جائیں تو مسئلہ طویل ہوجائے۔ عامۂ کتب معتبرہ میں جواز واستحسان تثویب مذکور مزبور ومسطور ہے جب لوگوں پر ایسی غفلت طاری ہوگئی کہ انھیں اعلام بعد اعلام اور دوبارہ تنبیہ کی حاجت ہوئی۔ اذان سن کر نماز کے لئے تیار ہوجانا اور مسجد میں اذان کے ساتھ آجانا بہت نادر ہوگیا تو متاخرین علمائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تثویب کو جائز ومستحسن فرمایا۔

درمختار میں ہے:

يُثَوَّبُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ الخ۔ — تثویب اذان واقامت کے درمیان کہی جائے۔

ردالمحتار میں ہے:

کتنحنح او قامت قامت الخ۔ — جیسے کھانس کر یا قامت قامت کہہ کر۔

نیز شامی میں عنایہ شرح ہدایہ سے:

اَحْدَثَ الْمُتَأَخِّرُوْنَ الخ ۔

خود ہدایہ میں فرمایا:

وَالْمُتَأَخِّرُوْنَ الخ۔

اسی طرح کفایہ وبنایہ شرحِ ہدایہ ومختصر وقایہ ونہایہ ونقایہ وشرح النقایہ وفتاوٰی سراجیہ وفتح

بابُ العنایۃ وغنیۃ شرح منیہ وفتاوئ عالمگیریہ وفتاوے حجۃ ومدارج النبوۃ وشرح سفر السعادہ ومرقاۃ شرح مشکوۃ واشعۃ اللمعات وطحطاوی ونورالایضاح ومراقی الفلاح وفتاوے امام فقیہ النفس قاضی خاں وجامع الرموز وکنزالدقائق وتبیین الحقائق و بحرالرائق وملتقی الابحر ومجمع الانہر وغیرہا میں ہے۔ ہمارے شہر میں تثویب ان الفاظ طیبہ سے جاری ہے اَلصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اس سے وہابیہ ملاعنہ خَذَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَہ ۔(اللہ تعالیٰ وہابیوں کو ذلیل رسوا کرے دنیا وآخرت میں۔) چڑتے ہیں تو جہاں فتنہ وہابیہ معاذ اللہ غالب ہو اور سنی اپنے آقا ومولیٰ ﷺ کا ذکر پاک کرتے اور حضور کا نام نامی لیتے اور حضور پر یوں درود بھیجتے ڈرتا ہو تو اسے اس وقت ترک کی اجازت ہوگی اور اگر ترک نہ کریگا تو فتنہ کا الزام اس پر نہ ہوگا بلکہ بفضلہٖ تعالیٰ مزید ثواب کا مستحق ہوگا الزامِ فتنہ ان مفتون ہی کے سر ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ١٧ر شوال المکرّم ١٣٤٣ھ

ازشہر محلّہ جسولی مسئولہ مولوی سید محمد عبدالحمید صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تثویب یعنی صلاۃ وسلام کہنا ہر نماز کے واسطے جائز ہے یا نہیں اور کس حدیث سے اس کا ثبوت ہے اور جو اس کے مخالف ہیں وہ کہ یہ حدیث پیش کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے اور اس کا کہنا منع ہے۔اور یہ حدیث سنن ابوداؤد کے جز رابع میں تثویب کے باب میں مرقوم ہے عَنْ

مَجاهِدٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَثَوَّبَ رَجُلٌ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ اُخْرُجْ بِنَا فَاِنَّ هٰذِہٖ بِدْعَةٌ اس کا کیا جواب ہے بینوا توجروا۔

الجواب:

تثویب کو علمائے متأخرین نے تمام نمازوں کے لئے جائز و مستحسن فرمایا مگر مغرب کا بعض نے استثنا فرمایا کہ اس میں حاجت نہیں۔ تمام کتب فقہ معتمدہ معتبرہ میں اس کی تصریح ہے حدیث میں ہے :

مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَناً فَهُوَ عِنْدَاللّٰهِ حَسَنٌ۔	جس امر کو مسلمان حسن جانیں وہ عنداللہ بھی حسن ہے۔

سنت تو کوئی نہیں کہتا۔ ہر بدعت بدعت سیئہ نہیں ہوتی۔ بیشک یہ بدعت بدعت حسنہ ہے جس کی تمام علمائے متأخرین نے تحسین فرمائی ہم نے اپنے فتاوے میں انتیس ۲۹ کتابوں کے حوالہ سے یہ بتایا ہے کہ یہ امر مستحسن ہے۔ کیا وہ امر جسے تمام فقہائے کرام متأخرین حسن جانیں اس کے جواز کی تحسین کے ساتھ تصریحیں فرمائیں وہ بدعت سیئہ ہوسکتا ہے؟۔ یہ وہابیہ کا سخت دھوکا ہے کہ وہ ہر بات کو بدعت بدعت کہ کر بھولے بالے سنیوں کو اس کے بدعت سیئہ ہونے کا یقین دلانا چاہتے ہیں اور نیک کاموں سے روکتے ہیں کیا حدیث میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نہ سنا کہ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِہٖ یہ کیا اچھی بدعت ہے۔ بالفرض اگر تسلیم کرلیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسی تثویب کو بدعت سیئہ فرمایا تو اس وقت چونکہ حاجت نہ تھی اس لئے وہ بے ضرورت کام

تھااورلوگوں کوخواہ مخواہ اس کو عادی بنادینااور ایسے لوگوں کو جو غافل نہیں اذان کے بعد سے اس وقت تک غافل کردینا اس کا انجام تھا مگر اب جبکہ لوگوں پر غفلت طاری ہوئی اور اعلام بعد اعلام کی حاجت ہوئی وہ بدعت جو اس وقت اس لحاظ سے سیئہ تھی اب اس لحاظ سے کیوں حسن نہ ٹھہرے گی۔ان فقہائے کرام نے یہی وجہ تحسین فرمائی ہدایہ میں فرمایا:

وَالْمُتَأَخِّرُوْنَ اِسْتَحْسَنُوْهُ فِی الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا لِظُهُوْرِ التَّوَانِی فِی الْاُمُوْرِ الدِّیْنِیَّةِ۔	اور متأخرین نے تثویب کوتمام نمازوں میں مستحسن قرار دیا ہے۔ دینی امور میں سستی پیدا ہونے کی وجہ سے۔

کفایہ میں ہے:

وَمَا اسْتَحْسَنَ الْمُتَأَخِّرُوْنَ وَهُوَا التَّثْوِیْبُ فِی سَائِرِ الصَّلَوَاتِ لِزِیَادَةِ غَفْلَةِ النَّاسِ وَقَلَّ مَایَقُوْمُوْنَ عِنْدَ سِمَاعِ الْاَذَانِ فَیُسْتَحْسَنُ التَّثْوِیْبُ لِلْمُبَالَغَةِ فِی الْاِعْلَامِ۔	اور جسے متأخرین نے مستحسن جانا ہے وہ تمام نمازوں میں تثویب ہے۔لوگوں کی غفلت بڑھ جانے کی وجہ سے۔ اور بہت کم لوگ اذان سنتے ہی نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو اعلان میں مبالغہ پیدا کرنے کے لئے تثویب مستحسن قرار دی گئی۔

یہ حدیث ابوداؤد جو سائل نے پیش کی ہے اور جس کے بھروسہ اس نیک کام سے وہابیہ روکتے ہیں کیا ان تمام فقہائے کرام جہابذۂ اعلام وعلمائے فخام، ائمہ عظام کی نظر میں نہ تھی اور جب تھی اور ضرور تھی پھر بھی انھوں نے اسے اچھا بتایا، تو ان سے

دریافت کیا جائے کہ وہ ان ائمہ وعلما وفقہا پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں مگر ان اعداء اللہ واعداء الرسول سے اس کی کیا شکایت واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:

ازشہر کہنہ محلّہ کٹکوئیاں مسئولہ منشی عبدالعزیز خاں صاحب رضوی سلمہ

(۱۸/ذی القعدہ ۱۳۴۳ھ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین وفضلائے محققین اس مسئلہ میں کہ اذان کے بعد ہر نماز کے لئے تثویب کہنا ضروری ہے یا غیر ضروری۔ کسی معتبر اور مستند کتاب سے بحوالۂ عبارت تحریر فرمایا جائے۔

الجواب۔ تثویب ضروری بمعنی واجب نہیں۔ مستحسن ومندوب ومستحب ضرور ہے کہ تعاون علی البر والتقویٰ ہے۔ کما صرح بہ علماء نا رحمھم اللہ تعالیٰ فی کتبھم المعتمدۃ۔

اور خود نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَناً فَھُوَ عِنْدَاللّٰہِ حَسَنٌ۔	جسے مسلمان حسن جانیں وہ عنداللہ بھی حسن ہے۔

بدائع میں فرمایا:

ان مشائخنا قالو الا باس بالتثویب المحدث فی سائر الصلوات لفرط غلبۃ الغفلۃ علی الناس فی زماننا و	ہمارے مشائخ کرام نے فرمایا ہے کہ جو تثویب ہر نماز میں پیدا کی گئی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ہمارے زمانہ

شدة ركونهم الى الدنيا و تهاونهم بامور الدين فصار سائر الصلوات فی زماننا مثل الفجر فی زمانهم فكان زيادة الاعلام من باب التعاون على البر والتقوىٰ وكان مستحسنا و لهذا قال ابو يوسف لاارای بأساً ان يقول المؤذن السلام عليك يا ايها الامير ورحمةالله وبركاته حی على الصلاة حی على الفلاح الصلاة يرحمك الله لاختصاصهم بزيادة شغل بسبب النظر فی امور الرعية فاحتاجوا الى زيادة اعلام نظراً لهم ثم التثويب فی كل بلدة على مايتعارفونه اما بالتنحنح او بقوله الصلاة الصلاة او قامت قامت او بايك نمازبايك كما

میں لوگوں کا تغافل بڑھ گیا ہے۔ دنیوی امور کی جانب میلان اور دینی امور میں سستی عام ہوگئی ہے۔ تو ہمارے زمانہ میں تمام نمازیں ان کے زمانہ کی فجر کے مثل ہوگئی ہیں (کیونکہ وہاں بھی علت جواز تغافل ہے۔ اور وہی یہاں پائی جارہی ہے) زیادتی اعلام امور خیر اور تقوٰی پر تعارف کے قبیل سے ہے لہٰذا مستحسن ہوگئی اسی وجہ سے امام یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک کوئی حرج نہیں کہ مؤذن یہ کہے السلام علیك یا ایها الامیر ورحمة الله وبركاتهٗ ، حی علی الصلوٰة ،حی علی الفلاح، الصلوٰة يرحمك الله (اللہ تجھ پر رحم فرمائے) کیونکہ انھیں خاص طور پر رعایا کے کاموں کی دیکھ بھال کی وجہ سے زیادہ انہماک ہوتا ہے۔ تو اس امر

یفعل اهل بخاری لانه الاعلام والاعلام انما یحصل بما یتعارفونه واللہ تعالیٰ اعلم۔

کی رعایت کرتے ہوئے انھیں زیاتی اعلام کی احتیاج ہے۔ پھر ہر شہر کی تثویب وہاں کے عرف کے مطابق ہوتی ہے جیسے کھانس کر، یاالصلوٰۃ الصلوٰۃ، یا قامت قامت، یا بایک نماز بایک کہکر ہوتی ہے جیسا کہ اہل بخارا کا معمول ہے کیونکہ یہ اعلام ہے اور اعلام عرف ہی کے اعتبار سے فاصل ہوتا ہے۔ (نوری)

مسئلہ:

از شہر محلّہ شاہ داناصاحب قدس سرہ مسئولہ عبدالواحد صاحب

(۱۵ر ربیع الاخر ۱۳۴۴ھ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد میں کثیر جماعت ہوتی تھی کچھ لوگوں نے صلاۃ کہنے کا ورد کیا اور کچھ منع کرتے ہیں کہ صلاۃ نہ پکارو۔ مسجد میں جھگڑے کی وجہ سے جماعت منتشر ہوگئی۔ صلاۃ کہنا چاہئے یا نہیں اور ایک مولانا کہتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منع ہے اس میں شریعت کا کیا حکم ہے اور صلاۃ کہنے میں کیا ثواب ہے اور نہ کہنے میں کیا عذاب ہے وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا کہنا

واجب ہے۔

الجواب :

تثویب بیشک مندوب و مستحسن اور کہنے والے کے لئے اجر وثواب ہے کما حققناہ فی فتاوانا جولوگ منع کرتے ہیں وہ ذکر خیر وتذکیر حسن سے روکتے ہیں اور خواہ نخواہ ایک مندوب و مستحسن امر کو ناجائز کہہ کر سخت گنہگار ہوتے اور:

من افتی بغیر علم فلیتبوء مقعده من النار۔

جو بے علم فتویٰ دے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنائے۔

کے نیچے آتے ہیں۔ ہم نے اپنے فتاوی میں انتیس تیس کتب فقہ حنفی سے اس کے استحسان و استحباب کا ثبوت دیا ہے۔ متأخرین علمائے کرام قاطبۃً اسی کی تصریحیں فرمارہے ہیں۔

اور یہ ارشاد حدیث:

مَارَآهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَناً فَهُوَ عِنْدَاللّٰهِ حَسَنٌ۔

جسے مسلمان حسن جانیں وہ عنداللہ بھی حسن ہے۔

سنارہے ہیں۔ جولوگ صلاۃ کہنے سے روکتے مسجد میں جھگڑتے اور اس لئے جماعت چھوڑتے تفریق جماعت کرتے ہیں اس سب کا وبال ان کی گردنوں پر ہے صلاۃ کہنے والوں پر الزام نہیں۔ ان سب پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمه جل مجده اتم و احکم۔ فقط

فقیر مصطفےٰ رضا قادری بریلوی غفرلہٗ

سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہرِ یارِ ارم تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب انکی آمد ہو اور
بھیجیں سب انکی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

تصانیف حضور مفتی اعظم

جدید مطبوعات

(۱) فتاویٰ مصطفویہ صفحات ۶۴۶

(۲) مسائل سماع صفحات ۱۶

(۳) کوئی برادری رزیل نہیں صفحات ۸

(۴) مسلمان ہونا عزت، کافر ہونا ذلت صفحات ۸

(۵) وہابیہ کی تقیہ بازی صفحات ۱۶

(۶) القسورہ علیٰ ادوار الحمرہ الکفرہ صفحات ۶۴

(۷) المقول العجیب فی جواز التثویب صفحات ۲۴

(۸) حجۃ واہرہ بیوجوب الحجۃ الحاضرہ صفحات ۴۸

(۹) تصحیح یقین بر ختم نبیین صفحات ۳۲

(۱۰) ردتھانوی صفحات ۱۶

(۱۱) مسائل وفضائل ماہ رمضان وروزہ صفحات ۱۶

(۱۲) تحریک خلافت وگاؤکشی کا شرعی حکم صفحات ۳۲

(۱۳) طرق الہدیٰ والارشاد الیٰ احکام الامارہ والجہاد صفحات ۲۴